جلد02شمارہ18،2025

Article

Hafeez Taib’s Manqabat Writing: A Synthesis of Style, Thought, and Devotion

حفیظ تائب کی منقبت نگاری: اسلوب، فکر اور جذبے کا امتزاج

Muhammad Boota *1

[1] Scholar , Ph.D Urdu , Riphah International University Faisalabad Campus

Dr. Tahira Iqbal*2

[2]Professor, Riphah International University Faisalabad Campus

محمد بوٹا[1]

[1] اسکالر، پی ایچ ڈی اُردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس

ڈاکٹر طاہرہ اقبال[2]

[2]پروفیسر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس

Abstract:

Hafeez Taib’s Manqabat writing holds a unique position in Urdu literature, showcasing a timeless blend of style, thought, and passion. His Manqabat not only reflect deep religious devotion but also present a powerful and eloquent expression that transports readers and listeners into a spiritual realm. Hafeez Taib’s style stands out from traditional Manqabat poetry due to his innovative choice of words, metaphors, and thematic depth. His works demonstrate a high level of intellectual insight and intense emotion, revealing him not only as a poet but also as a mystic who beautifully highlights the love of the Prophet ﷺ through his poetry. This study analyzes the stylistic, intellectual, and emotional aspects of Hafeez Taib’s Manqabat writing to better understand the meaning and literary significance of his work.

Keywords:

Hafeez Taib,Manqabat Writing, Love for the Holy Prophet ﷺ, Ahl al-Bayt (Family of the Prophet), Caution and Balance, Aesthetic Beauty, Reformative and Humanistic Values

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

حفیظ تائب کا اسم گرامی علم وادب کی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں عصرِ حاضر کے نعت گو شعراء کی صف اول میں وہ ایک منفرد ذوقِ اظہار کے مالک ہیں۔ جس نے انہیں "شہرتِ عام اور بقائے دوام" کے دربار میں نہایت بلند مقام اور مرتبے پر فائز کر دیا ہے۔ فن نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو لا محالہ اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے نعت گوئی کے فن کو اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ان کے کلام کو خوبیاں وہبی ہیں اکتسابی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قلبِ گداز کے ساتھ عجز و نیاز کی دولت سے بھی نوازا ہے۔ ان کے روئیں روئیں میں محبوبِ کبریا کی بے پناہ محبت اور عقیدت رچی بسی ہوئی ہے۔

آپ کا اصل نام عبد الحفیظ ہے۔ قلمی نام حفیظ تائب والد کا نام حاجی چراغ دین تھا جو کہ خود نعت گو شاعر تھے اور مجدد نعت کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء کو پشاور میں پیدا ہوئے لیکن آپ کا آبائی وطن احمد نگر ضلع گوجرانوالہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۷۴ء میں ایم اے پنجابی کیا اور ۱۹۷۶ء سے ۱۹۹۳ء تک اورینٹل کالج میں تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔ حفیظ تائب کا شمار پاکستان میں نعت گوئی کو فروغ دینے والے بانی شعراء میں ہوتا ہے۔

تائب صاحب نے شاعری کا آغاز غزل سے کیا اور اس کوچ میں بھی بہت کلا کر رکھا۔ ان کا مجموعہ غزلیہ "تسبیب" اس رہ گزر پر ان کے نقوش قدم کا امین ہے۔ ان کی غزلوں نے بھی اردو یں ایک اہم مقام حاصل کیا ان کے کلام میں جس طرح کی روحانی اور سماجی موضوعات کی جھلک دکھائی دیتی ہے وہ نہ صرف اردو غزل کی روایت کی توسیع ہے بلکہ ان کے الفاظ میں گہری انسانیت پسندی اور اصلاحی پیغامات بھی پوشیدہ ہیں۔ ان کی غزلیات میں کلاسیکی اردو شاعری کی تمام خوبیاں موجود ہیں جیسے کہ الفاظ کا انتخاب تصنع سے دور اسلوب اور جذبوں کی لطافت، ان کی شاعری میں ایسا کوئی شائبہ نہیں کہ وہ غیر ضروری تصنع یا مبالغے کا شکار ہوں۔ انہوں نے غزل کے تمام اصولوں کو بڑی مہارت سے اپنایا اور ساتھ ہی اس میں نیا رنگ شامل کیا۔ ان کی شاعری میں غزل، عشق، محبت، فراق اور قربانی جیسے موضوعات ہیں لیکن یہ تمام موضوعات ایک صاف ستھری اور پختہ فکر کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ آپ کا شاعرانہ مزاج نہ صرف اردو کلاسیکی شعراء کے قریب ہے بلکہ وہ ان میں ایسے اصلاحی رجحانات بھی دکھائی دیتی ہیں جو حالی کے نزدیک تھے وہ عشقیہ شاعری میں بھی اعتدلال کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ ان کی غزلیں نہ صرف فرد کی داخل کیفیات کی بھرپور جھلک دکھائی دیتی ہیں بلکہ ان میں وہ سیاسی و سماجی مسائل پر بھی گفتگو کرتے ہیں جیسے کہ معاشرتی بے حسی نفاق اور سیاسی فساد جو اس وقت کی سماجی حقیقتوں کا عکس ہیں۔ وہ انسانی قدروں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

انہوں نے نعت گوئی کو غزل کے روایتی دائرے کے ساتھ ہم آہنگ کیا۔ حفیظ ایک کثیر المطالعہ شخص تھے۔ انہوں نے فارسی اور اردو کے کلاسیکی شعراء کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ حالی اور حفیظ کے مزاجوں میں ہم آہنگی تھی دونوں کے یہاں عشق کا جذبہ پاکیزگی سے عیاں ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں صلوعلیہ وآلہٖ (نعتیہ مجموعہ)، وسلوتسلیما (نعتیہ مجموعہ)، وہی یٰسین وہی طٰہٰ (نعتیہ

مجموعہ) سک متراں دی (پنجابی نعتیہ مجموعہ) کوثریہ (نعتیہ مجموعہ) نسیب (غزلیں، نظمیں) نقدِ نعت (تنقید) مناقب (منقبتِ صحابہ اہلِ بیتؑ) شامل ہیں۔ بلاشبہ حفیظ تائب کا میدان خاص نعت رسولؐ ہے دوسرے نعت نویسوں کے مقابلے میں انہوں نے نعتیہ کلام میں محض زورِ کلام کا اظہار نہیں کیا، بلکہ فکر واحساس کی مدد سے نعت کو اعلیٰ درجے کی شاعری پر پہنچایا۔ جس سے نعتیہ کلام میں ایک ادبی شان اور تخلیقی حسن پیدا ہو گیا ہے وہ ایک محتاط لکھاری ہیں۔ اس لیے سیرتِ رسولؐ کے بنیادی پہلوؤں کو کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔

بقول ڈاکٹر وحید قریشی:

"حفیظ تائب ایک اعلیٰ درجے کے شاعر ہیں اور ان کی تخلیقی صلاحیتیں عمر کے ساتھ پختہ کاری اور گہرائی و گیرائی سے آشنا ہوئی ہیں۔ آپ کے کلام میں محض حسنِ عقیدت ہی نہیں بلکہ اعلیٰ پائے کی شاعری کا ایک قابل نمونہ ہے۔"(۱)

حفیظ جہاں ارود اور پنجابی نعتیہ ادب کی پہچان ہیں۔ نعت کے دوش بدوش وہ مدحِ صحابہ، سیر ومناقبِ اہلِ بیت اور صوفیائے فضائل کی جانب بھی متوجہ رہے ہیں۔ آپ نے "مناقب" میں تقریباً چالیس سے اوپر منظومات شامل کی ہیں۔

خلیفہ الرسولؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ پر منقبت کے اشعار کچھ یوں لکھے ہیں:

پائی جس صاحبِ صدق نے خلقت وصدق الصادقیں — وہ ابو بکر ہے بعد نبیوں کے لوگوں میں افضل تریں

جانِ تائب فدا اس کے اعزاز پر اس کے اکرام پر — ثانی اثنین وہ جو ہوا اول السابقیں بالیقیں(۲)

ایک اور منقبت میں عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فروغِ روئے دیں صدیقِ اکبرؓ — امیر المومنین ، صدیقِ اکبرؓ

نبی کے دین کے پہلے محافظ — نبی کے جانشیں صدیق اکبرؓ

چمن زارِ محمد مصطفیؐ کی — بہار اولیں صدیق اکبرؓ (۳)

حقیقت تو یہ ہے کہ محبتِ حضور اکرمؐ کے فیض یافتہ یہ اصحابِ کبار آسمانِ ملت اسلامی کے ماہ و نجوم ہیں۔ افرادِ ملت ان کے نور کی رہ نمائی میں اپنی سمتِ سفر متعین کرتے اور کر سکتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر تحسین فاروقی:

"اس مجموعے میں تائب صاحب کا احساسِ توازن اور شعورِ احتیاط ہے۔ نعت و منقبت نگاری میں افراط و تفریط کا اندیشہ رہتا ہے۔ نعت کی طرح منقبت نگاری کے تقاضے بھی کٹھن اور کڑے ہیں۔ تائب صاحب نے اس ضمن میں تاریخ و سیرت کے مستند واقعات اور حقائق کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ جس سے ان کی احتیاط پسندی آشکار ہوتی ہے۔"(۴)

جس عقیدت و احترام سے حفیظ تائب نے نعت میں اپنے زورِ قلم کا استعمال کیا ہے اسی طرح مناقب نگاری میں ان کا زورِ بیان خوبی سے چلتا ہے اور شخصیت اور پیکر نگاری میں ایسے رنگ بھرتا ہے۔ گویا حقیقی تصویر کھینچ گئی ہو۔ سیدنا عمر ابن خطاب کے حوالے سے منقبت نگاری کی مثال دیکھیے:

عادلِ عمر، عظیم عمر، عہد گر عمرؓ　　محبوب کبریا کی دعا کی ثمر عمرؓ
پہلی اذاں سے گونج اٹھی کعبہ کی فضا　　ایمان لایا جب شہہ والا گہر عمر
ہوتا عمر جو ہوتا نبی کوئی میرے بعد　　اس قولِ مصطفیؐ سے بھی ہے معتبر عمر
دریا کی نیل نامہ سے جس کی ہوا رواں　　اللہ کے جلال کا وہ نامہ بر عمرؓ(۵)

حفیظ تائب نے ان اصحابِ عظام کا ذکر اپنی شاعری میں عقیدت و احتیاط کے متوازن پیرائے میں کیا ہے۔ اسلوبِ بیاں میں سادگی اور لطافت ہمقدم نظر آتی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں لکھی گئی یہ منقبت اس بیان کی عمدہ مثال ہے:

سنوارا عدل و احساں کا چمن فاروقِ اعظم نے　　نکھارا زندگی کا بانکپن فاروقِ اعظم نے
ممالک ہی نہیں قوموں کے دل تسخیر فرمائے　　دکھا کر شوکتِ دین حسنِ فاروقِ اعظم نے
مصائب بے کسوں کے اپنی جاں کر جھیل کر تائب　　مٹائے قوم کے رنج و محن فاروقِ اعظم نے(۶)

انہوں نے جن عظیم المرتبت شخصیات پر مناقب تحریر کیے ان کردار کو بھرپور طریقے سے اجاگر کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر وحید قریشی:

"حفیظ تائب نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے سلطان باہو تک عالم اسلام کی اہم شخصیات کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور یہاں واقعات کی صداقت کو مبالغہ آرائی کے پردے میں نہیں چھپایا بلکہ ان شخصیات کے کردار کو بھرپور طریقے سے اجاگر کیا ہے اگر صرف یہی بات ہوتی تو وہ خال خوبی مناقب نگار یا مورخ ہوتے لیکن انہوں نے ہاں بھی جمالیاتی حسن کو برقرار رکھتے ہوئے ایک اعلیٰ درجہ کا تخلیقی تجربہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے شاعری کو سچ پر قربان نہیں کیا اور یہی ان کا کمال فن ہے۔"(۷)

ایک اچھی منقبت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں غلو سے کام نہیں لیا گیا ہو اور نہ اسے فرضی باتوں کا سہارا لے کر زیبِ داستاں کے مصداق بنایا گیا ہو اس معاملے میں جنابِ تائب کو حق تعالیٰ نے فطرتِ سلیم سے نوازا ہے۔ جبھی انہوں نے تمام منقبتیں بڑے سلیقے اور قرینے سے کہی ہیں اور اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ کوئی بے بنیاد بات راہ نہ پائے۔

سیدنا عثمان غنیؓ کے بارے منقبت میں لکھتے ہیں:

سرچشمۂ انعام و عطا حضرتِ عثمانؓ　　دریائے کرم ، بابِ سخا حضرت عثمانؓ
اسلام کی تاریخ کا وہ پہلا مہاجر　　وہ راہروِ شہر صفا حضرت عثمانؓ
شرماتے تھے قدسی بھی جس انساں کی جیا سے　　وہ پیکرِ تقدیس و حیا حضرت عثمانؓ
وہ جس کا لقبِ صاحب نورین ہے تائب　　وہ نازش اربابِ وفا حضرت عثمانؓ(۸)

حضرت علیؓ کی شان میں تائب نے متعدد مناقب رقم کیے ہیں۔ ایک منقبت جو اپنے مضموں اور ردیف کے باعث قاری کو متوجہ کیے بغیر نہیں رہتی۔ تائب نے اس ردیف کا انتخاب اس معروف حدیث سے کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ: وہ شخص جس کا میں دوست ہوں، علیؓ بھی اس کا دوست ہے اے اللہ جو علیؓ کو دوست بنائے۔ اس کا دوست بن اور جو اس کے ساتھ عداوت پیدا کرے اس کا دشمن بن۔

درج ذیل منقبتی اشعار دیکھئے:

منزلت ہے آپ کی من کنت مولیٰ سے عیاں　　ہیں بجا ہارونِ خیرالانبیاء مولیٰ علیؓ
آپ کا ہر فیصلہ عہدِ آخرین و عہد گر　　ماہِ حکمت برسرِ چرخِ منعا مولیٰ علیؓ
دلکش و معجز نما ہیں ان کے خطبات وخطوط　　دورِ نازک میں تدبر کی صدا مولیٰ علیؓ
کب جہاں نے دیکھا ان سا شارحِ ام الکتاب　　شانِ منبر، خطیبِ خوش نوا، مولیٰ علیؓ(۹)

ان عظیم ہستیوں کا ذکر تائبؔ نے اپنی شاعری میں عقیدت و احتیاط کے متوازن پیرائے میں کیا ہے۔ اسلوبِ بین میں تازگی اور لطافت دست در دست ہمقدم ہیں۔

جان نثارِ رسولؐ ، زوجِ بتول　　شیر حق، بوالحسن کی یاد آئی
یاد آیا حنین کا نقشہ　　دستِ شمشیر زن کی یاد آئی
دل کو تسکین ہو گئی تائب　　جس گھڑی پنجتن کی یاد آئی(۱۰)

حفیظ تائب نے اس منقبت پر مشتمل کتاب میں صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتِ رسولؐ جن میں آپؐ کے صاحبزادگان، امہات المومنین، نواسے اور داماد سبھی کا ذکر موجود ہے۔ بڑی عمدگی اور روانی سے عشقِ رسولؐ کو ان کے پیاروں کے ذکر سے مہکایا ہے۔ کہیں نہ کہیں ان اصحاب کی صفات بیان کرتے ہوئے وہ عشقِ رسولؐ کی منزل ہی پار کر رہے ہیں۔ مگر خوبی اور کمال یہ ہے کہ

تاریخی واقعات اور حقائق سے ایک لمحے کو بھی چشم پوشی نہیں ہے بلکہ بڑی احتیاط سے حقیقت کو منظرِ عام پر لانے کی ممکنہ سعی کی گئی ہے۔اس حوالے سے احمد ندیم قاسمی کے یہ تاثرات ہیں:

"صنف نعت میں حقیقت نگاری اور حقیقت افروزی کی روایت مستحکم کرنے کے بعد حفیظ تائب منقبت نگاری کی طرف آئے ہیں اور اس فن کو مستند واقعات اور حقائق سے آراستہ کرنے کی نہایت کامیاب سعی کی ہے ان کی خوئے احتیاط نے ان کی ہر مرحلے پر پاسداری کی ہے۔"(۱۱)

یہی وجہ ہے کہ حفیظ تائب نے فرزندانِ رسولؐ کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے نہایت دلسوزی سے واقعات کو منظوم کیاہے:

شاہ زادے سب نبیؐ کے واجب التعظیم ہیں　　　در حقیقت نور اور خوشبو کی یہ تجسیم ہیں
ایک قاسم، اک عبداللہ خدیجہ کے گہر　　　یاد سے جن کی دلِ اہل درد کے دو نیم ہیں
شیر خواری میں ہی رخصت ہو گئے ابنائے پاک　　　خلد میں گویا یہ اہلِ بیت کی تقدیم ہیں(۱۲)

اسی طرح جب بناتِ رسولؐ کی بات آتی ہے تو تعظیم و تکریم سے لفظ ہاتھ باندھے ملتے آتے ہیں۔

کیسے بیاں ہو شان بناتِ رسولؐ کی　　　قدرت تھی ہم زبان بناتِ رسولؐ کی
چاروں کی چاروں لائق صد احترام ہیں　　　مثلِ فلک ہے آن بناتِ رسولؐ کی(۱۳)

خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا ذکر مومنین کے لیے باعث سکون و اطمینان ہے اور ان کے ذکر کے بغیر ذکرِ اہلِ بیت نا مکمل ہے۔ آپؓ کی محبت کا حصول خاتونِ جنت کی محبت سے مشروط ہے۔ حفیظ تائب نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے لیے منقبت کے جو اشعار قلم بند کیے ان کے چند اشعار دیکھئے:

لختِ جگر سرور دیں سیدہ پاک　　　شہِ بانوئے کے فردوسِ بریں سیدہ پاک
وہ جس کی حیا روشنیٔ خانۂ حیدر　　　وہ شمعِ حرم پردہ نشیں سیدۂ پاک
عفت کا نشانِ ازلی حضرتِ زہراؓ　　　ایثار کا معیارِ حسیں سیدۂ پاک(۱۴)

ہر مسلمان کی طرح تائب کو اہلِ بیت سے بڑی عقیدت ہے چنانچہ انہوں نے امام الشہداامام حسینؓ پر بھی متعدد مناقب تحریر کیں ہیں۔ ان مناقب میں تائب کا زورِ کلام دیدنی ہے۔ ایک منقبت تائب نے غالب کی زمین میں لکھی ہے اس منقبت مین تازہ کاری جو لحن مرتب ہوا ہے وہ بڑا مسرت خیز اور لائقِ داد ہے۔ پہلے غالب کی منقبت کا مطلع پیشِ خدمت ہے:

مگر مرا دل کافر بود شبِ میلاد   کہ ظلمتیں دہداز گورِ اہلِ عصیاں یاد(۱۵)

پھر امام حسینؑ کی تعریف میں کہتے ہیں کہ وہ ایسے امام تھے جنہوں نے خدا طلبی میں عبادت گزاروں کی آبرو بڑھا دی۔ اس شہیدِ سعید کی حبلِ ورید نے جلاد کے خنجر سے تشنہ ہی کا خراج لیا۔ حسین سید الشہدا اور سید السجاد تھے۔

ز نقشِ پائی تو محراب سازیٔ اخطاب   ز گردِ راہ تو سجادہ بانیٔ اوتاد(۱۶)

تائب نے بھی اسی زمین میں منقبت تحریر کی۔ جس میں تازہ تراکیب کا چمن مرتب کیا ہے جناب حسینؑ کے لیے رحمت زاد، صبا مژدہ، امیر معاذ، گلاب نہاد، سپہر و قار جیسی تراکیب سے شاعر کی جدت طراز طبیعت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اشعار ملاحظہ ہو:

حسینؑ ابن علی ماہِ مطلع ارشاد   حق آشنا و شہادت مآب و رحمت زاد

حسین حریت آموز و زندگی افروز   امامِ عصر، سفیرِ بقا، امیر معاد(۱۷)

حفیظ تائب کے یہاں نعت میں جو والہانہ پن نظر آتا ہے۔ وہی عشق اور بے ساختگی ذکر اہل بیت کے لیے بھی موجزن نظر آتا ہے۔

احمد ندیم قاسمی نے تائب صاحب کے اس عشق بے لوث کے حوالے سے کہا تھا:

"حفیظ تائب نے صنفِ نعت مدح گوئی پر بعینہ وہی احسان کیا ہے جو غالب، اقبال اور آج کے بعض نمایاں شعراء نے غزل پر کیا ہے"(۱۸)

اس ضمن میں "شہید اعظم" کی شان میں اشعار دیکھئے:

جہاں میں نورِ حمیت کو عام کس نے کیا   ہلالِ صبر کو ماہِ تمام کس نے کیا

دل و جگر کے سبھی داغ بن گئے ہیں چراغ   یہ آج ذکرِ اسیرانِ شام کس نے کیا(۱۹)

وہ جانتے ہیں کہ آنحضورؐ کی محبت، محبتِ حسینؑ سے وابستہ ہے اور یہ بھی کہ اسلام اور حق پرستی کا نام بھی حسینؓ سے ملا ہے۔ حفیظ تائب لکھتے ہیں:

ہر زمانے میں ہے تابندہ حسین   حق پرستوں کا نمائندہ حسین

ماضی و حال اس کے خوں سے مستنیر   رہ نمائے نسلِ آئندہ حسین

روز افزوں آب و تاب اس چاند کی   زندہ، پائندہ ، درخشندہ حسین(۲۰)

ذکرِ حسینؑ کے ساتھ ذکرِ حسنؑ بھی اس جذب و سرشاری سے کیا ہے:

مروت کا بانی حسنؓ ابن حیدرؓ بہارِ معانی حسنؓ ابن حیدرؓ
جوانانِ جنت کا سردار ہو گا وہ زہرا کا جانی حسنؓ ابن حیدرؓ(۲۱)

شعر کیسا بھی عمدہ کہا جائے اچھے شاعر کو بہر حال احساس رہتا ہے کہ مدح و منقبت کا حق ادا نہیں ہو پایا حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور اعاظمِ امت کے حضور خراجِ عقیدت و محبت کا مرتبہ جیسا بھی بلند ہو ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا احاطہ ممکن نہیں۔

حفیظ تائب نے صحابہ، امہات المومنین، اہلِ بیت اطہار کے ساتھ ساتھ صوفیا اور اولیاء کی شان میں بھی مناقب تحریر کیں۔ آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ کے لیے لکھا:

نگہبانِ شریعت حضرتِ نعمان بن ثابت حدی خوانِ طریقت حضرتِ نعمان بن ثابت

"سید ہجویر" کے نام سے حضرت داتا گنج بخش ہجویری کی یہ منقبت ملاحظہ ہو:

سید ہجویر! شیدا ہے زمانہ آپ کا مرجع شاہ و گدا ہے آستانہ آپ کا
خطۂ پنجاب چمکا آپ کے انوار سے فیض ارض پاک میرے جاودانہ آپ کا
گنج بخش کے لے بھیجا خدا نے آپ کو اور بھرتا ہے مٹانے سے خزانہ آپ کا(۲۲)

حضرت غوث اعظم کے لیے عقیدت کے گل نچھاور کرتے کہتے ہیں:

اطاعت سرورِ دیں کی روایت غوث اعظم کی رہ حق میں نرالی استقامت غوث اعظم کی
ملی ہے نسبتِ شبیر و شبر ان کو ورثے میں مسلم ہر حوالے سے نجابت غوث اعظم کی(۲۳)

اس کے علاوہ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ کے لیے یوں رطب السان ہیں

وہ چشتی سلسلے کے ہند یں بانی ہوئے گویا نبوت کا نشان خواجہ معین الدین چشتی ہیں(۲۴)

مزید حضرت غوث بہاالحق ملتانی، شیخ بہاء الدین ذکریا، بابا فرید گنج بخش شکر، حضرت امیر خسرو، خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندی، حضرت خواجہ باقی اللہ، حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے لیے مناقب لکھیں جو اثر آفرینی اور گنجینۂ بہا معانی ہیں۔ جناب سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کی منقبت میں آپ کی عقیدت دیدنی ہے۔

لفظ لفظ آپ کا آئینۂ جذب جامعِ شرع و طریقت باہوؒ
آپ ہیں علم لدنی کے امیں ایک دنیائے بصیرت باہوؒ(۲۵)

اسی طرح سید جماعت علی شاہ کے لیے ان الفاظ سے اظہار عقیدت کر رہے ہیں:

وہ سید جماعت علی شاہ تھے جو رمزِ حقیقت سے آگاہ تھے

وہ حافظ، محدث، مفسر، امیر وہ مینارِ روشن سرِ راہ تھے(۲۶)

بقول احمد ندیم قاسمی:

"تائب نے منقبت نگاری سے مختلف طبقوں میں پیدا ہونے والی خلیجوں کو پاٹنے کی موثر کوشش کی ہے ساتھ ہی معاشرے میں دخل پانے والی خرابیوں اور تلخیوں کو اہلِ بیتؑ، صحابہ کرامؓ اور اولیا عظامؒ کی مبارک زندگیوں کے حوالے سے حل کرنے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس طرح ان کی منقبت میں روحِ عصر جھلک جھلک جاتی ہے۔ طرہ یہ ہے کہ فنی جمالیات کہیں متاثر نہیں ہوئی اور شاعرانہ حسن پر اپنی جگہ بر قرار ہے۔"(۲۷)

حفیظ تائب نعت کے بڑے شاعر ہیں مگر مناقب نگاری میں ان کی یہ کاوش یقیناً اہلِ دانش کے لیے بڑا اثاثہ ہے ان کی مناقب ہرے بھرے درختوں کی خنک چھاؤں بھی ہیں اور عہدِ جراحت میں سامانِ راحت بھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حفیظ تائب: "مناقب" القمر انٹر پرائزرز، لاہور، س ن، فلیپ

۲۔ ایضاً، ص۴۶

۳۔ ایضاً، ص۵۰

۴۔ ڈاکٹر تحسین فاروقی: "مناقب" ایضاً، ص ۳۲

۵۔ ایضاً، ص۵۲

۶۔ ایضاً، ص۵۴

۷۔ ایضاً، فلیپ

۸۔ ایضاً، ص۵۶

۹۔ ایضاً، ص۷۸

۱۰۔ ایضاً، ص۷۹

۱۱۔ ایضاً،فلیپ

۱۲۔ ایضاً، ص۷۱

۱۳۔ ایضاً، ص۷۲

۱۴۔ ایضاً، ص۷۴

۱۵۔ غلام رسول مہر (ایڈیٹر): "قصائد و مثنویات فارسی از مرزا غالب" پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص۷۳

۱۶۔ حفیظ تائب: "مناقب" ایضاً، ص۷۳

۱۷۔ ایضاً، ص۸۲

۱۸۔ ایضاً،فلیپ

۱۹۔ ایضاً، ص۸۴

۲۰۔ ایضاً، ص۹۱

۲۱۔ ایضاً، ص۷۱

۲۲۔ ایضاً، ص۱۰۱

۲۳۔ ایضاً، ص۱۰۴

۲۴۔ ایضاً، ص۱۰۶

۲۵۔ ایضاً، ص۱۲۰

۲۶۔ ایضاً، ص۱۲۲

۲۷۔ ایضاً،فلیپ

References:

1. Hafeez Taib, *Manaqib*, Al-Qamar Enterprises, Lahore, n.d., flip.
2. Ibid., p. 46.
3. Ibid., p. 50.
4. Dr. Tahseen Farooqi, *Manaqib*, Ibid., p. 32.
5. Ibid., p. 52.
6. Ibid., p. 54.
7. Ibid., flip.
8. Ibid., p. 56.
9. Ibid., p. 78.
10. Ibid., p. 79.
11. Ibid., flip.
12. Ibid., p. 71.
13. Ibid., p. 72.
14. Ibid., p. 74.
15. Ghulam Rasool Mehr (Ed.), *Qasa'id-o-Masnawiyat-e-Farsi az Mirza Ghalib*, Punjab University, Lahore, 1969, p. 73.
16. Hafeez Taib, *Manaqib*, Ibid., p. 73.
17. Ibid., p. 82.
18. Ibid., flip.
19. Ibid., p. 84.
20. Ibid., p. 91.
21. Ibid., p. 71.

22. Ibid., p. 101.

23. Ibid., p. 104.

24. Ibid., p. 106.

25. Ibid., p. 120.

26. Ibid., p. 122.

27. Ibid., flip.